تتمۂ نور افشاں

ترمیم شدہ اُردو نئے عہد نامے کے بیان میں

اس مضمون سے دو غرض مقصود ہیں۔ پہلے یہہ کہ جو کام اُردو نئے عہد نامے کی ترمیم کرنے والی کمیٹی کی طرف سے ہوا ہے۔ اُس کے اُصول اور کارروائی اور نتیجوں کی یادداشت ہو۔ دوسرے یہہ کہ ترمیم مذکورہ کی چند خاصیتوں کی بحث اور توضیح کی جائے۔ تاکہ اسکی جو نقطہ چینی ہونے والی ہے۔ وہ زیادہ قدردانی کے ساتھ کی جائے۔ اس غرض سے میرا ارادہ ہے کہ بائبل کے پہلے اردو ترجموں کا مختصر ذکر کرکے اِس آخری ترمیم کی کارگذاری اور اُصول اور نتیجوں کا کچھ بیان کروں +

ایچ یو وائیٹ برکٹ

۱- بائبل کے اُردو ترجموں کی کیفیت*

بائبل کا اردو میں ترجمہ ہونا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ پہلے پہل ڈنمارک کے ایک مشنری صاحب شلٹزے نامی نے جنوبی ہند کے اُردو بولنے والے محمدیوں کے واسطے ضرورت دکھا کر ۱۷۳۰ء میں نئے عہد نامے کو اُردو میں ترجمہ کرنا شروع کر دیا۔ اور ۱۷۴۱ء میں اُسے اختتام کو پہنچایا۔ اُنہوں نے کچھ حصہ کتاب پیدایش کا۔ اور زبور۔ اور دانیل اور اپاکرفہ + کے چند جزو کا بھی ترجمہ کیا۔ یہہ سب ملک جرمنی کی یونیورسٹی ہالے کی طرف سے شایع ہوئی۔ اور وقتاً فوقتاً ان کے پلندے ہند میں آتے رہے۔

لیکن نہ تو شلٹزے صاحب کے ترجمے۔ اور نہ وہ اُردو انجیلیں جو ۱۸۰۴ء میں کلکتہ میں شایع ہوئیں کبھی میرے ہاتھ لگیں۔ اِن اُردو انجیلوں کی نسبت کہا گیا ہے۔ کہ اہل زبان نے انہیں ترجمہ کیا۔ اور کسی مسٹر ولیم ہنٹر نے انہیں اصل یونانی کے ساتھ مقابلہ کرکے تصحیح کیا تھا۔ یہہ کہا جاتا ہے۔ اور قابل اعتبار بھی ہے کہ پہلے والا ترجمہ نہایت ناقص تھا۔ کیونکہ جو غیر ملک کا شخص کتاب کا ترجمہ کرتے وقت اور بہت سے کاموں میں مصروف ہو۔ اور اُس زبان کے اصل علاقہ سے دور رہتا ہو۔ اُس کا کامیاب ہونا بہت دشوار ہے۔ سری رامپور کے پادریوں کے مقامی ترجمے اور دیگر اُسی قسم کے ترجمے کی کیفیت سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ جیسے اور نیک کاموں میں ویسے ہی بائبل کے ترجمہ کرنے میں بھی۔ سرگرمی کے ساتھ دوراندیشی شامل ہونی چاہئے۔ اور کام کی کیفیت اُس کی کثرت پر فوقیت رکھتی ہے۔ میں یہہ نہیں بتا سکتا۔ کہ مسٹر ہنٹر کی اُردو انجیلیں کیسی تھیں اور نہ یہہ کہ ہنری مارٹن صاحب نے انہیں استعمال کیا یا نہیں۔ بہرحال مارٹن صاحب ہی نے نئے عہد نامے کا پہلا موثر اُردو ترجمہ کیا۔ اور آخری ترمیم کے بعد بھی وہ کتاب اُن کی محنت و کارگذاری ہے۔

* اس فصل میں جو باتیں پیش ہوئی ہیں وہ زیادہ تر ایک کتاب مسمی دی بائبل آف ایوری لینڈ (بیگسٹر سن ۱۸۶۰ء) سے لیگئی ہیں۔ اس کے علاوہ کنین ایڈمونڈز صاحب کے دلچسپ مضمون سے جو انہوں نے پادری ہنری مارٹن صاحب والے ترجمے کی نسبت جنوری ۱۸۹۱ء کے چرچ مشنری انٹیلیجنسر میں شایع کرایا تھا اور نیز ہنری مارٹن صاحب کی سوانح عمری کی اُن کتابوں سے جو سر جنٹ اور سمتھ صاحبان نے شایع کرائی تھیں مجھے نہایت مدد ملی +

\+ اپاکرفہ سے وہ صحیفے مراد ہیں۔ جو بعض مسیحیوں کے ہاں پرانے عہد نامے کا ایک جز تصور کئے جاتے ہیں۔ مگر درحقیقت اس کا صرف ایک ضمیمہ ہیں۔ چنانچہ وہ صرف یونانی زبان میں موجود ہیں اور یہودیوں کے اصل عبرانی صحیفوں سے خارج ہیں +

کرتے ہیں جن میں ممبر موجود ہوئے + کمیٹی کے کل ۸ جلسے منعقد ہوئے اور ان کے کام کرنے کے دنوں کی تعداد ۱۹۳ تھی۔ اِن کے مقام اور تاریخوں اور کام کی کیفیت نقشہ ذیل سے ظاہر ہے +

مقام و تاریخ	کام کے دن	حصہ تصحیح شدہ
۱- لاہور- مارچ ۱۴-۲۳ - ۱۸۹۳	۹	متی ۱-۱۲
۲- جالندھر- اکتوبر ۴-۱۹ - ۱۸۹۳	۱۴	متی ۱۳-۲۸
۳- دہلی- اپریل ۱۷- مئی ۴ - ۱۸۹۴	۱۶	مرقس ۱- لوقا ۱۴
۴- بریلی- اکتوبر ۹-۲۶ - ۱۸۹۴	۱۶	لوقا ۱۵- اعمال ۲
۵- مسوری- مئی ۸ جون ۱۳ - ۱۸۹۵	۳۱	اعمال ۳- یوحنا ۲
۶- لاہور- جنوری ۱۱ مارچ ۴ - ۱۸۹۷	۴۷	یوحنا ۳- قرنتھیوں ۱
۷- مسوری- جولائی ۸- اگست ۱۴ - ۱۸۹۷	۳۳	گلتیوں- عبرانیوں
۸- دہلی- جنوری ۲۰ فروری ۱۹ - ۱۸۹۸	۲۷	یعقوب- مکاشفہ

اِس نقشے سے عیاں ہے کہ پچھلے دو برس میں کمیٹی بہ نسبت پہلے کے بہت زیادہ دن تک اجلاس کرتی رہی اور کام بھی زیادہ کیا۔ اس کی وجہہ یہہ ہے کہ پہلے کام چلنے کے انداز سے یہہ اندیشہ ہوا کہ تصحیح کے ختم ہونے سے پیشتر کمیٹی کے کل ممبر بدل جائینگے اور اِس صورت میں یا تو کام رُک جائیگا یا نئے ممبر اُس کو ازسرِنو شروع کرینگے۔ پس چرچ مشنری سوسائٹی نے منظور کیا کہ اپریل ۱۸۹۶ء کے بعد پادری وائٹ برکٹ صاحب اپنے اور مشنری کام سے علیحدہ ہو کر صرف ریوژن کے کام میں مشغول ہیں۔ اُن کے ساتھ ساتھ لالہ چندو لال صاحب اور اہل اسلام میں سے ایک عالم و فاضل مولوی صاحب اِس کام پر متعین ہوئے۔ اس انتظام کے سبب سے کام زیادہ چل بھی نکلا اور اس لئے بھی کہ طوالت اجلاس کے سبب سے کام میں ناغہ کم ہوتی تھی اور کام کرتے کرتے ایسے بہت سوالات حل ہو چکے تھے جن پر پہلے جلسوں میں وقت خرچ کرنا پڑتا تھا۔

تصحیح شدہ ترجمے کے ہر ایک حصے کا ایک مسودہ چھپکر تخمیناً ۱۵ صاحبان رائے کے پاس بھیجا جایا کرتا تھا۔ ان نسخوں میں اوسطاً ۱۲ جن پر دیکھنے والوں نے نوٹ لکھے تھے ترمیم کنندگان کے پاس پہنچکر کمیٹی کے اجلاس میں پیش کئے جاتے تھے۔ آخری جلسے میں کمیٹی نے محاورات اور اصطلاحات کے بہت سے ایسے نکتوں پر غور کیا جو اُس موقعہ تک ملتوی رکھے گئے تھے۔ اس رائے زنی میں نہ صرف کمیٹی کے دو تنخواہ دار ہمنشین مولوی صاحبان بلکہ دہلی کے تین مشہور و معروف عالم و مصنف شامل بھی ہوئے۔

۱۸۹۰ء کے ۱۰ مارچ میں چیف ریوائزر انگلینڈ کو روانہ ہوئے۔ بموجب کمیٹی کے ارشاد کے انہوں نے اپنی چھٹی کے وقت میں باقی ماندہ کام انجام دیا۔ یعنی (۱) متن کی صحت کو لفظ بہ لفظ جانچنا (۲) کمیٹی کے مسلمہ فیصلوں کے مطابق متساوی مقاموں اور لفظوں کے ترجمے کو جو رہگیا تھا یکساں کر دینا (۳) فصلوں کی سرخیاں (پیراگراف ہیڈنگس) بنانا (۴) اناجیل کے مساوی مقاموں اور پرانے عہد نامے کے حوالوں کو درج کرنا۔ (۵) رومن حروف کے اڈیشن کو چھپوانا۔ اِن کے پروف دیکھنے میں پادری پرکنس اور خرف صاحبان نے بڑی مدد کی +

ماہ جنوری ۱۸۹۰ء کو ملک ہند میں واپس آکے پادری وائٹ برکٹ صاحب نے فارسی حروف کا اڈیشن طبع کرایا اور وہ ماہ اگست میں شایع ہوا +

۳- اِس ترمیم کے اُصول اور نتیجے

جو نئے عہد نامے کے ترجمے کی ترمیم کسی غیر مسیحی ملک میں کی جائے اگر اس کے حسن و قبح نکالنے کے لئے ایک اندازہ قایم کرنا چاہیں تو سرسری نظر سے یہی واجب معلوم ہوتا ہے کہ سب مکمل یورپین ترجموں کو اور خاصکر ۱۸۸۱ء کے انگریزی ریوائزڈ ورشن کو سند قرار دیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ترمیم کا کام ہونے میں ہمیں انگریزی ریوائزڈ ورشن سے اور سب کتابوں کی نسبت زیادہ مدد ملی۔ تاہم اس کے مستند ٹھہرانے میں کسی قدر حد باندھنے کی بھی ضرورت ہے اس لئے کہ اول تو اُس کی انگریزی عبارت سے اکثر پڑھنے والوں اور تفسیر والوں کو پوری تسلی نہیں دوسرے یہہ کہ جب کسی مشرقی زبان میں نئے عہد نامے کے ترجمے پر غور کریں تو یاد رکھنا چاہئے کہ جتنا لگاؤ انگریزی زبان کو یونانی زبان سے ہے کسی مشرقی زبان کو اُتنا نہ ہوگا۔ پھر یہہ بھی ہے کہ جو ترجمہ کسی غیر مسیحی ملک میں کیا جائے

شہادت دیتی ہے۔ ۱۸۴۲ء کے ترمیم کرنے والوں نے اُس کو زیادہ تبدیل کیا تھا۔ لیکن اس ترمیم شدہ کتاب کے شایع کرنے سے پیشتر "مناسب معلوم ہوا کہ اکثر ہنری مارٹن صاحب کے ترجمے کی پھر تقلید کی جائے"۔

اُردو نیا عہدنامہ نہ صرف ہنری مارٹن صاحب کی جان نثاری اور دینداری اور محنت و جفاکشی اور علمی لیاقت پر دلالت کرتا ہے بلکہ اُس سے اُن کی دوراندیشی اور دانائی بھی بخوبی ظاہر ہوتی ہے۔ ہم اسبات سے خوب واقف ہیں کہ مشنری خدمات کی حیثیت سے اُن کی خاص غرض یہہ تھی کہ ہندوستان کے محمدیوں کو مسیحی دین کی طرف رجوع کرے۔ پس چونکہ یہہ لوگ اصول دین کے لحاظ سے نئے عہدنامے کو آسمانی کتاب مانتے ہیں اور مسیحی حکومت کے ماتحت اُس کے پڑھنے میں اُن کو کسی طرح کی رکاوٹ نہیں اس لئے اُن کی خاص زبان میں اس کے ترجمہ کرنے سے ہنری مارٹن صاحب نے اُن کو انجیلی تعلیم کی طرف متوجہ کرنے کے لئے سب سے کارآمد وسیلہ بنا لیا۔ یہہ ٹھیک ٹھیک معلوم ہونا مشکل ہے کہ ۱۸۱۴ء سے لیکر اردو نئے عہدنامے اور اُس کے الگ الگ صحیفوں کی کتنی جلدیں اب تک شایع ہوئیں۔ تاہم اگر ہم اُن کو کئی لاکھ تک اندازہ کریں تو خلاف نہ ہوگا۔

ناظرین کو یاد دلاتا ہوں کہ اگرچہ پادری ہنری مارٹن صاحب ہندوستان کے مشنریوں میں نہایت نامور ہیں تاہم وہ خاص مشنری کی حیثیت سے اس ملک میں نہیں آئے۔ البتہ اُنہوں نے چرچ مشنری سوسائیٹی کے ہاں (جو اُس وقت نوایجاد تھی) مشنری ہونے کی درخواست کی۔ مگر اُس زمانے میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرف سے بنگال احاطے میں مشنریوں کے آنے کی ممانعت تھی۔ اس لئے صاحب موصوف چیپلین کے عہدے کو قبول کرکے بنگال کو آئے لیکن انگریزی جماعت کی خدمت بڑی جانفشانی کے ساتھ ادا کرنے کے سوا وہ برابر انجیل کی اشاعت میں لگے رہے۔

اُن کی سوانح عمری میں اُن کے ترجمہ کرنے کے حصول اور طریقے کا مفصل ذکر نہیں پایا جاتا۔ لیکن اُس کام کی ترقی کا بیان صاف صاف کیا گیا ہے۔ ۱۸۰۵ء میں انگلستان سے چلنے سے پیشتر اُنہوں نے گلکرسٹ صاحب سے (جو اُس زمانے کے اردو دانوں میں سب سے اول تھے) دو مہینے تک اردو زبان پڑھی۔ جہاز کے طول طویل سفر میں بھی وہ اس زبان کو پڑھتے رہے۔ اپنے روزنامچہ میں لکھتے ہیں کہ "میں ہندوستانی الفاظ یاد کر رہا تھا گو یہہ بالذاتہ محض بے لطف کام ہے۔ تاہم خدا کی حکمت سے مجھے ایسا پسندیدہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا"۔ ۱۸۰۶ء کے ماہ مئی میں وہ ہند میں وارد ہوئے۔ ہر اُسی سال کے ۱۴ اکتوبر کا ذکر ہے کہ "میں اعمال کی کتاب کے پہلے باب کا ہندوستانی ترجمہ کرنے میں تمام دن مشغول رہا۔ میں نے اُسے کسی قدر احتیاط سے کیا اور سب کو فارسی حروف میں لکھا۔ تاہم مجھے حیرت ہے کہ میں نے ایسا تھوڑا تیار کیا"۔ دوسرے دن منشی کے ساتھ تصحیح کرکے وہ لکھتے ہیں۔ "اس بات کو دیکھ کر کہ میں ابھی تک لکھنے میں اس قدر غلطیاں کرتا ہوں۔ مجھے ناامیدی سی معلوم ہونے لگی"۔ حالانکہ اُن کو اس ملک میں رہتے پانچ ہی مہینے ہوئے تھے۔ ۲۹ اکتوبر کا ذکر ہے کہ راج محل کے چند ملاح اُن کی اُردو گفتگو نہ سمجھ سکے۔ اُن کی بولی تو بنگالی ملی ہوئی مشرقی ہندی ہوگی۔ مگر مارٹن صاحب لکھتے ہیں کہ "میں اپنی اس عجیب قلیل ترقی پر رنجیدہ۔ مایوس۔ اور نادم ہوا"۔ دانا پور میں ترجمہ کرتے ہوئے نومبر مہینے میں فرماتے ہیں۔ کہ "میرے دل پر اس بات کی بڑی تاثیر ہوئی۔ کہ جب اِتنی قومیں گویا میرے کام کے ختم ہونے کی منتظر ہیں۔ تو یہہ کیسا اہم ٹھہرا۔ اور اُس کے انجام دینے میں ایک منٹ کا بھی ضایع ہونا کیسی بےرحمی اور بدبختی کی بات ہوتی۔ یہی بات کی آرزو رہتی ہے کہ صبح ہو اور میں اپنا کام شروع کروں"۔

جون ۱۸۰۸ء میں ہنری مارٹن صاحب نے پادری ڈیوڈ بروَن صاحب کی درخواست منظور کی کہ کلکتہ بائبل سوسائیٹی کی طرف سے علاوہ فارسی ترجمہ کی نگرانی کے وہ زیادہ تر

اس کے بعد مشنری بھی رہے تھے۔

چند سال تک اس امر کا تذکرہ ہی ہوا تھا مگر اس کا کچھ نتیجہ نہ نکلا تھا۔ آخرالامر ۱۸۹۲ء میں پادری پرکنس صاحب نے جو اس وقت پنجاب آگزیلیری بائبل سوسائیٹی کے پریزیڈنٹ تھے بہ عنوان "اردو بائبل کی ترمیم کے چند اصول کا تذکرہ" ایک رسالہ شایع کیا۔ اس میں صاحب موصوف نے اصول اور کارروائی کے چند امور کی بحث کی اور نیز اُنہوں نے موجودہ ترجمہ کے محاورے اور سیاق عبارت اور ادائے معنی کے چند ترمیم طلب نقصوں کا ذکر کیا اس پر ترمیم کی ضرورت کا سوال لاہور اور الہ آباد کی آگزیلیری بائبل سوسائیٹیوں کی کمیٹیوں میں پیش کیا گیا۔ دیسیوں اور پردیسیوں دونوں کا ایک عجیب سا اتفاق الرائے ظہور میں آیا کہ اُردو نئے عہدنامے کی ترمیم ضرور ہونی چاہئے پس مذکورۂ بالا کمیٹیوں کی درخواست پر تمام مشنوں کی طرف سے جن میں اردو کی اشاعت ہے اس امر پر غور کرنے کے لئے ڈیلیگیٹوں کا جلسہ منعقد ہوا۔ اس جلسے میں ۹ سوسائیٹیوں کے ۲۶ مشنری مدعو ہوئے تھے اور ان میں سے ۸ سوسائیٹیوں کے ۱۷ مشنری شامل ہوئے۔ جلسہ بمقام دہلی ۲۰ اور ۲۱ دسمبر ۱۸۹۲ء کو واقع ہوا اور اُس میں مذکورۂ ذیل مشنوں کی طرف سے ممبر جو تھے

امریکن پرسبٹیرین۔
امریکن یونائیٹڈ پرسبٹیرین۔
چرچ مشنری سوسائیٹی۔
چرچ آف سکاٹ لینڈ مشن۔
انگلش بپٹسٹ۔
میتھوڈسٹ اپسکوپل۔
سوسائیٹی فار دی پروپیگیشن آف دی گوسپل۔

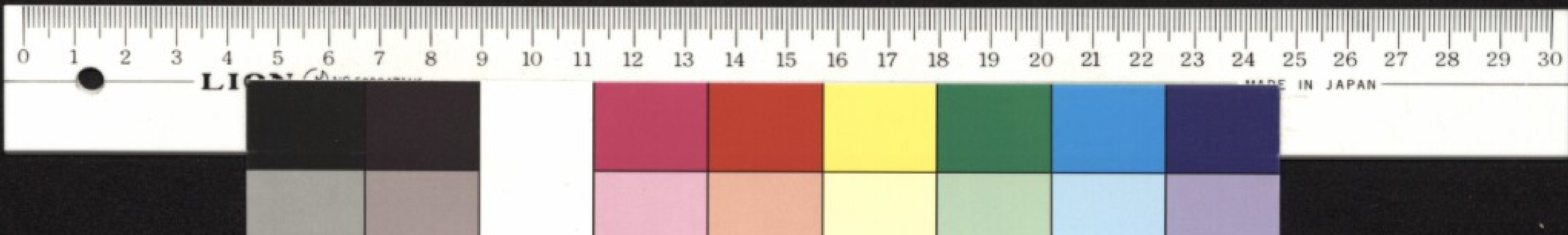
اُردو کا استعمال کرنے والے مشنوں میں صرف لندن مشنری سوسائیٹی کی طرف سے کوئی ڈیلیگیٹ نہ آیا مگر اُس وقت یہہ سوسائیٹی اُس علاقے کے اندر جہاں اردو رائج ہے تھوڑا ہی کام کرتی ہے۔

اس جلسے میں باتفاق رائے قرار پایا کہ اُردو نئے عہدنامے کی ترمیم کے لئے سات شخصوں کی ایک کمیٹی منتخب ہو جن میں برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائیٹی کی طرف سے مقرر شدہ چیف ریوائزر یعنی پادری پرکنس صاحب شامل ہوں۔ اس کمیٹی کے پہلے اجلاس میں مذکورۂ ذیل ممبر موجود تھے۔ مسٹر چند ولعل۔ (۸) سابق چیف ٹرانسلیٹر محکمۂ تعلیم پنجاب۔ ریورنڈ آر ہوسکنس بی اے ڈی ڈی۔ (۴) میتھوڈسٹ اپسکوپل مشن کانپور۔ ریورنڈ سی۔ بی نیوٹن ڈی ڈی (۴) امریکن پرسبٹیرین مشن جالندھر۔ ریورنڈ ٹی جے سکاٹ ڈی ڈی (۴) پرنسپل میتھوڈسٹ اپسکوپل تھیولاجیکل سمنری بریلی۔ ریورنڈ تارا چند (۴) پاسٹر۔ سوسائیٹی فار دی پروپیگیشن آف دی گوسپل۔ اجمیر۔ ریورنڈ ایچ۔ یو وائٹ برکٹ (۸) چرچ مشنری سوسائیٹی۔ بٹالہ۔

۱۸۹۵ء کے شروع میں کمیٹی کے تمام شرکا کو پادری پرکنس صاحب کی جدائی سے بہت رنج پہنچا۔ چونکہ انہیں مجبوراً ملک ہند کو چھوڑنا پڑا۔ اس لئے پادری وائٹ برکٹ صاحب چیف ریوائزر مقرر ہوئے۔ ماسوا اُس پادری پرکنس صاحب کے ڈاکٹر ہوسکنس اور ڈاکٹر سی۔ بی نیوٹن۔ صاحبان بھی اس کام کے ہوتے ہوئے مستعفی ہوئے ان کے اور بعض دوسرے ممبروں کی رخصت کے وقت صاحبان ذیل کم و بیش کمیٹی کے کام میں شریک رہے۔

ریورنڈ جی۔ جے ڈن (۲) بپٹسٹ مشن بانکی پور۔
ریورنڈ جے سی آر یوئنگ ڈی ڈی (۵) امریکن پرسبٹیرین مشن لاہور۔
ریورنڈ ڈبلیو ہوپر ڈی ڈی (۵) چرچ مشنری سوسائیٹی مسوری چیف ریوائزر آف دی اولڈ ٹیسٹیمنٹ ان ہندی۔
ریورنڈ سی۔ اے آر جانویر (۱) امریکن پرسبٹیرین مشن الہ آباد۔
ریورنڈ ڈبلیو منسل ڈی ڈی (۳) پرنسپل فلنڈرسمتھ انسٹیٹیوٹ (ایم۔ ای۔ ایم مسوری)۔
ریورنڈ ایف جے نیوٹن ایم ڈی (۱) امریکن پرسبٹیرین مشن فیروزپور۔

بریکٹ میں کے ہندسے اُن جلسوں کی تعداد پر دلالت



ہندوستانی بائبل کے ترجمہ میں مشغول ہیں۔ اس کے کچھ دنوں کے بعد وہ لکھتے ہیں۔ "میں ترجمہ کرنے میں ایسا خوش رہتا ہوں کہ دن گھڑیوں کی طرح گذر جاتے ہیں۔ مجھ پر خداوند کی یہی مہربانی ہے کہ اُس نے اپنے کلام کے ترجمہ کرنے میں مجھے شریک ہونے دیا۔ جب سے مجھے مجبوراً ایک ایک محاورے کو بغور پڑھنا اور دیکھنا پڑا۔ تو مجھے ایسے عجائبات اور ایسی دانائی اور محبت اس مبارک کتاب میں نظر آئی کہ جس کا پیشتر کبھی سان گمان بھی نہ تھا اور اس خیال سے بڑی خوشی ہوتی ہے کہ موت ہم کو اس کتاب کے رازوں پر غور کرنے کی فرحت سے محروم نہ رکھ سکیگی"۔

اس کے بعد ہنری مارٹن صاحب کا خاص اُردو مددگار مرزا فطرت اُن کا شریک ہو گیا۔ مارچ ۱۸۰۸ء میں نئے عہدنامے کا ترجمہ ختم ہوا۔ اپریل میں انہوں نے ابتدا کے چند صفحے پادری ڈیوڈ برون صاحب کے پاس کلکتہ روانہ کئے۔ تاکہ وہیں کے علما اُن کی پڑتال کریں۔ اس کے کچھ بعد وہ لکھتے ہیں کہ "میں نے اپنے نئے عہدنامے کے قلمی نسخوں کو اتنی مرتبہ پڑھا اور صحیح کیا ہے کہ میری آنکھیں دکھنے لگی ہیں" اکثر ۹۰ درجہ کی گرمی ہوتی تھی جس سے وہ سخت پریشان رہتے تھے۔ اور تپ قریب برداشت سے باہر ہوتی تھیں۔ ۷ جون کو انہوں نے پادری ڈیوڈ برون صاحب کو لکھا۔ کہ "آپ جو اعلان کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں کہ برٹش اور فارن بائبل سوسائیٹی کے خرچ سے ترجمہ چھپکے تیار ہو گیا ہے۔ اسکو میں نہایت پسند کرتا ہوں میں کمال خواہش مند ہوں۔ کہ ایسی پاک دیندار سوسائیٹی عزت پاوے"۔ ۲ جولائی کا بیان ہے "ہندوستانی ترجمہ کا کوئی اندیشہ نہیں۔ کچھ یونہی سی تصحیح کی ضرورت ہے اور اگر میں مر بھی جاؤں تو بھی دوسرا شخص بآسانی اُسے تیار کر سکیگا"۔ ۱۸۰۸ء کے باقی مہینوں اور ۱۸۰۹ء میں ہنری مارٹن صاحب اردو قلمی نسخوں کی نظر ثانی اور فارسی ترجمہ* کی نگرانی کرنے میں برابر لگے رہے۔ ستمبر ۱۸۰۹ء میں ہنری مارٹن صاحب مرزا فطرت کے ساتھ اردو انجیلوں کو پھر صحیح کرنے لگے تھے۔ اگست ۱۸۱۰ء میں اردو اور فارسی دونوں ترجمے تیار ہو کر کلکتہ کے عالموں کے پاس بھیجدیئے گئے۔ فارسی ترجمہ اس بنا پر نامنظور کیا گیا کہ اُس میں بہت سے عربی الفاظ بھرے تھے۔ کیونکہ مارٹن صاحب کو اُس زبان کا ازحد شوق و رغبت تھی۔ لیکن اردو ترجمے کی نسبت "نہایت باریک بینی اور سخت جانچ اور نظر ثانی کے بعد" یہہ رائے قرار پائی کہ وہ "بامحاورہ اور سلیس ہے" پس ۱۸۱۱ء میں مارٹن صاحب ہند سے ایران کو روانہ ہوئے تاکہ وہاں اپنا فارسی ترجمہ مکمل کریں۔ اور اُس کو ختم کرکے ۱۸۱۲ء میں اُسی ملک میں جان بحق تسلیم ہو گئے۔

اس اثنا میں اردو ترجمہ سری رامپور کے بیپٹسٹ مشن پریس میں چھپ رہا تھا۔ کہ ۱۱ مارچ ۱۸۱۲ء کو وہاں بڑی آتش زدگی ہوئی۔ اور سوائے مقدس متی کی انجیل کے پہلے تیرہ ابواب کے تمام اجزا جل گئے اور تمام سیسے کے حروف گل گئے۔ مگر خوش قسمتی سے چند جلدیں بچ گئیں۔ اور یوں اردو نیا عہدنامہ دوبارہ سری رامپور کے چھاپے خانے میں "پہلے سے عمدہ ٹائپ† میں" چھپنے کو دیا گیا۔ مترجم کی وفات کے دو برس بعد ۱۸۱۴ء میں طبع اول کی دو ہزار جلدیں شایع ہوئیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ ہنری مارٹن صاحب نے ۱۸۰۵ء میں اُردو پڑھنا شروع کیا وہ مئی ۱۸۰۶ء ملک ہند میں وارد ہوئے۔ اور تھوڑے ہی دنوں بعد نئے عہدنامے کا ترجمہ شروع کر دیا۔ یہہ کام ۱۸۱۰ء کی گرمیوں تک یعنے اُن کے اس ملک میں پہنچنے کے چار برس بعد اور زبان سیکھنی شروع کرنے سے پانچ برس بعد ختم ہوا۔ بائبل کے ترجموں کی کل تواریخ میں یہہ عجیب و نادر کام ہے۔

* معلوم ہوتا ہے کہ یہہ فارسی ترجمہ پہلے اُن کے مددگار [illegible] نے اُردو سے کیا۔ اور بعد میں خود ہنری مارٹن صاحب نے اس کی جانچ پڑتال کی۔

† یہہ بات سب کی نظیر ہے کہ ملک ہند کے چھاپے خانوں کی بھی کیسی ترقی ہوئی ہے۔ جو نسخے اُس "عمدہ ٹائپ" میں چھپے۔ اگر آج اُسی ٹائپ کی کتابیں چھپتیں تو اُن سے پڑھنے والوں کی نظر کا ستیاناس۔ اور چھاپے خانے کی پوری بدنامی ہوتی۔

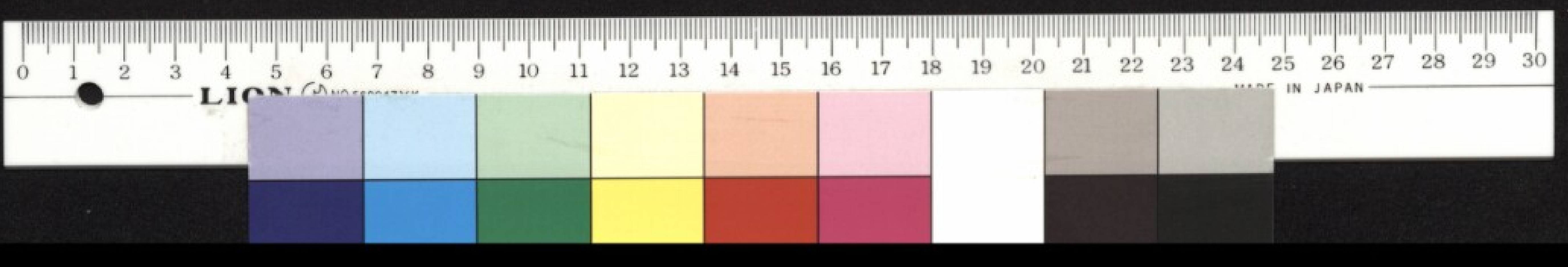
ڈاکٹر متھر صاحب کا ترجمہ پچھلے ترجموں کے مقابلے میں صاف پڑھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اُس میں ایک یہہ نقص تو ہے کہ وہ صرف ایک آدمی کا ترجمہ ہے اور اس باعث سے اُس میں ایسی غلطیاں اور تکیہ کلام آگئے ہیں جو شریکوں کے ہونے سے فوراً ظاہر ہو جاتے اور آنے نہ پاتے۔ علاوہ ازیں اُس میں خواہ مخواہ جنوب مشرقی علاقے کی اردو کے نقص بھی پڑ گئے ہیں مگر بالعموم نئے عہدنامے کا یہہ ترجمہ صاف اور احتیاط سے کیا ہوا اور بامحاورہ ہے نہ تو اُس میں بدسلیقگی نہ بیجا اظہار علمیت پائی جاتی ہے۔ اگر کوئی اردو ترجمہ مستند متن کہلانے کے لایق ہے تو ۱۸۷۰ء کے بعد یہہ ترجمہ ایسا ہوا ہے۔ مگر اُسکے سوا تین اور ترجمے یعنے بنارس والا اور بیپٹسٹ اور ہورنلے صاحب کا کم و بیش استعمال میں آتے رہے ہیں۔ اور علاوہ اس کے مرزاپوری ترجمے کو دوبارہ سہ بارہ چھپتے وقت چھاپنے والوں نے رومن اور فارسی دونوں حروف کے متن کو کچھ کچھ تصحیح کیا۔ اس طرح رنگا رنگ اور مختلف اقسام کے متن بن گئے جو بلا امتیاز کے اجرا ہوئے اور کام میں لائے گئے۔

غرض اُردو نئے عہدنامے کے آنے کی بہت سی عارضی مرمت تو ہوئی مگر ساتھ ہی ساتھ وہ ہوشیاری سے صیقل کرکے تیز بھی کیا گیا ہے۔ اس سے پیشتر ہنری مارٹن صاحب کے ترجمے کی ایک ہی نظر ثانی باضابطہ کمیٹی کے وسیلے کی گئی۔ اور اُس سے ۱۸۴۳ء کا بنارس والا اڈیشن نکلا۔ مگر ڈاکٹر متھر صاحب کی نظر ثانی برٹش اور فارن بائبل سوسائٹی کی منظوری سے کی گئی۔ اور وہ اس لئے وزنی ہے کہ اُس سے اردو متن کی وہ شکل نکلی جس سے اُس کی سب سے زیادہ اور دور دور اشاعت ہوئی۔

یہہ بات ظاہر و قابل لحاظ ہے کہ جتنے ترجموں کا بیان اب تک ہوا ہے وہ سب اردو بولنے والے علاقہ کے جنوب مشرقی سرے پر ہوئے اور یہہ کہ وہ ۸۰ برس سے زیادہ مروج رہے ہم اس بات کو دیکھ چکے ہیں کہ یہہ اردو زبان کے بڑھنے اور پھیلنے کا زمانہ تھا ہنری مارٹن صاحب کے ترجمے کی نسبت یہہ کہا گیا ہے اور کچھ صحیح بھی ہے کہ "انہیں اپنے لئے اردو نثر کی ایک طرز قایم کرنی پڑی"۔ بہر حال اردو نثر کی تحریر و طرز عبارت نے انیسویں صدی میں اتنی ترقی کی ہے جو اس زبان کی تواریخ کے کل زمانے میں کبھی نہ ہوئی تھی اور نہ صرف زبان ہی کی ترقی ہوئی۔ اُس انگریزی حکومت کے ساتھ ہی ساتھ جس کی طرف سے ۱۸۳۶ء میں مغربی شمالی ہند کے لئے اردو زبان دفتری زبان قرار دی گئی مشنوں کا رقبہ بھی اودھ اور پنجاب سے ہوتا ہوا پشاور اور کوئٹہ اور بنوں کی افغانی سرحدوں تک بڑھ گیا ہے۔ شروع میں اردو کے دو خاص مرکز ہوتے تھے یعنی دہلی جو اصلی ہے اور لکھنؤ جو دوسرا ٹھہرا مگر اب ان کے سوا لاہور تیسرا اور الہ آباد کسی قدر چوتھا قرار پا گیا ہے۔ یہہ سب شہر ایسے ملکوں میں واقع ہیں جن میں کئی مشن کام کر رہے ہیں اور اُن میں جابجا اردو بولنے والی مسیحی جماعتیں ترقی کی حالت میں پائی جاتی ہیں۔ اب اُن لوگوں کے نزدیک جو دہلی کی زبان سندی سمجھتے ہیں مشرقی ہندوستان کے کئے ہوئے ترجموں کے محاورات مرغوب خاطر کیونکر ہو سکتے تھے؟ اس کے علاوہ اردو نئے عہدنامے کے متن کے مذکورہ بالا اخلاط ملط کا لحاظ کریں اور اسبات کا بھی کہ ۱۸۷۰ء کے بعد نئے عہدنامے کی تفسیر و نقطہ چینی میں بہت ہی ترقی ہوئی۔ تو یہہ صاف روشن ہو جائیگا کہ ۱۸۹۳ء-۹۹ء کی نظر ثانی کی کن وجوہات سے ضرورت پڑی۔

۲- اُردو نئے عہدنامے کی ۱۸۹۳ء-۹۹ والی ترمیم کا انتظام اور کارگذاری

اس کام کے شروع ہونے کی تحریک پادری ایچ ای پرکنز صاحب ایم-اے کی طرف سے ہوئی۔ ان کو اردو زبان دانی کی اعلیٰ لیاقت اور لاثانی تجربہ حاصل تھا۔ اس لئے کہ پہلے سول سروس کا کام کمشنری کے عہدے تک کرکے



خیال کرنا چاہئے کہ یہہ ایسا ترجمہ نہ تھا جو کسی دیسی نے اپنی مادری زبان میں کیا ہو - اور نہ ایسے شخص نے کیا تھا جو خاص اسی کام کے لئے مقرر تھا - بلکہ اس کا کرنے والا ایک غیر ولایت کا باشندہ تھا - جو اس ملک کی آب وہوا کی بمشکل برداشت کر سکتا تھا اور اُس کے محاورے اور سیاق عبارت کی درستی اوروں کی امداد پر موقوف تھی اور نیز وہ ایک دینی جماعت کی روحانی نگہبانی کا ذمہ وار ہو کر اِس کام کو بھی بڑی وفاداری سے انجام دیتا رہا - اِس ترجمہ کی عمدگی اور خوبی بیشک مرزا فطرت کی تحسین کا باعث ہے - لیکن گو مارٹن صاحب نے دوسرے شخص کی مدد سے عبارت کو پختگی اور سنجیدگی دی ہو تاہم ترجمہ کا رنگ ڈھنگ خود انہیں کو معین کرنا پڑتا تھا - اس کام کی انہیں عجیب لیاقت تھی - یعنی اعلےٰ درجہ کی دیانتداری کا مادہ قوت استدلال کے ساتھ متحد یا بھی وہ تعلیم عظیم جو دلی جوش و تحریک سے منسوب تھی جو انجیل کے پاس وہ پیغام پہنچاتا تھا اُن کے ساتھ دلی محبت اور ہمدردی اور اپنے خداوند کے احسانوں کے باعث اپنے تئیں اُس کی خدمت پر نثار کرنے کا مجبور سمجھا - کپتان ایڈ مانڈز صاحب نے بڑی عمدگی سے فرمایا ہو کہ "اُس نے اپنے جملوں میں اپنی روح ڈالدی اور جو اسکی روح میں لبسا ہوا تھا وہ اُس کے جملوں میں بھی بس گیا" *

ہنری مارٹن صاحب کے ترجمہ کی جو بعد میں ترمیمیں ہوئیں ہیں اُن کا نہایت مختصر بیان کر کے آگے چلونگا لیکن اس سے پیشتر اس امر دلچسپ کا ذکر کرنا مناسب ہے کہ اس ترجمے کی نیک نامی کے جلد پھیلنے کی وجہہ سے اور اس لئے بھی کہ آگرہ اور اور مقاموں کے دیسی مکتبوں میں اُس کا استعمال فائدہ مند ثابت ہوا - اُس کی دیوا ناگری میں بھی چھپنے کی درخواستیں ہونے لگیں برٹش اور فارین بائبل سوسائٹی کی اُس کمیٹی نے جو کلکتہ میں تھی اس درخواست کو منظور کیا اور ۱۸۱۴ء میں دو ہزار جلدیں ناگری میں شایع کیں - اس اُردو نئے عہدنامے کی دیوا ناگری حروف میں یہہ طبع ثانی نہیں ہوئی - بلکہ بالعوض اِس کے بعد کے صاحب کی طرف سے نئے عہدنامہ کا ہندی ترجمہ نکلا اور یہہ ہنری مارٹن صاحب کے اردو ترجمے کے فارسی اور عربی الفاظ کو ہندی لفظوں میں منتقل کر کے بنایا گیا تھا - اور یوں اُن کا ترجمہ ہندی کے دو بڑے ترجموں میں سے ایک کا ماخذ ٹھہرا -

بیان کی صفائی کے لحاظ سے میں خاص خاص طبعوں اور تالیفوں کا ذکر کرونگا اور اُن کے سن بھی بتاؤنگا *

۱۸۳۱ء میں ایک اڈیشن نکلا جس کی بابت بعد دیگرے کلکتہ بشپس کالج کے پرنسپل پادری مل اور پادری جے تھامسن پادری پیرن اور پادری ڈی کوسٹہ صاحبان نے ترمیم کی تھی *

۱۸۴۳ء میں اردو نئے عہدنامے کا ایک نیا ترجمہ شایع ہوا جسے بنارس کی ایک کمیٹی نے تیار کیا تھا اُن کے کام کی بنیاد پادری ہوبرلن صاحب کا ترجمہ تھا (جو اُس وقت برٹش اینڈ فارین بائبل سوسائٹی کی کلکتہ والی کمیٹی کے سکرٹری تھے) یہہ ترجمہ ۱۸۴۲ء میں تیار ہو کے چھپ بھی گیا مگر اس میں چھاپے کی ایسی بھاری غلطیاں ہو گئی تھیں کہ جن کے باعث کل ۵۰۰۰ کی پانچ ہزار جلدوں کو تلف کرنا پڑا - بنارس کے ترجمہ کی کمیٹی میں اصحاب ذیل شریک تھے (۱) پادریان سمتھ اور لیوپولٹ (سی ایم - ایس) متھر بایرس - کنیڈی - شیورمن - گلاسن اور وٹن برگ (ایل ایم ایس) پچھلے دو صاحبان تو مرزاپور کے پادری تھے - باقی اور سب بنارس کے - مرزاپور کے دو ہندوستانی مسیحی بھی انکے مددگار تھے - ایک ہری بابو جو پہلے برہمن تھے - اور دوسرے جان مسیح جو شاعر تھے - یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کام کے پچھلے حصہ میں سی - ایم - ایس (آگرہ مشن کے پادریان پفنڈر اور شنیڈر صاحبان سے بھی ان کو مدد ملی - کہتے ہیں کہ اس کام میں پانچ برس لگے ڈاکٹر ہوبرلن کے ترجمہ کی نقلیں (جو غالباً جیوں جیوں ترجمہ ہوتا گیا جز کے جزان کی طرف سے بھیجے گئے) سب شرکا کو تقسیم ہوتی تھیں اور یہہ ان کو درست کر کے اپنی اپنی رائیں تحریر دیتے تھے یہ آخری پروفس متھر اور سمتھ صاحبان کے پاس بھیجے جاتے تھے - اور اُن کی طرف سے چھاپنے کا

حکم ملتا تھا - سب مشتبہہ باتیں پھر شرکا کے سامنے پیش ہوتی تھیں - اور بعد اس کے متھر اور سمتھ صاحبان کے فیصلے پر چھوڑ دی جاتی تھیں" *

۱۸۴۴ء میں اول مرتبہ پرانا عہدنامہ مکمل ہو کر اُردو میں شایع ہوا - یہہ تھامسن - شیورمن - کنیڈی - ولسن اور ہاکنس صاحبان نے اکثر ہنری مارٹن صاحب کے مسودہ کی بنا پر تیار کیا تھا - اِس پرانے عہدنامے کے ساتھ میل موافقت کی غرض سے شیورمن اور ہاکنس صاحبان نے نئے عہدنامے کے بنارس والے ترجمے کی پھر نظرثانی کی اور کتاب مذکورہ بالا میں لکھا ہے کہ "نظرثانی کرتے ہوئے شیورمن صاحب کو واجب معلوم ہوا کہ زیادہ تر ہنری مارٹن صاحب کے ترجمہ کی طرف رجوع کریں" - اس نظرثانی کا نتیجہ وہ ترجمہ نکلا جو بنارس کے ترجمے کے نام سے اس لئے مشہور ہے کہ اُس مرزاپوری ترجمہ سے اُس کی تمیز ہو جس کا بیان ذیل میں کیا جائیگا *

۱۸۴۷ء میں کلکتہ کے بپٹسٹ مشن نے اپنا ایک الگ ترجمہ شایع کیا اور اس کا خاص مترجم پادری ڈاکٹر ییٹس صاحب تھے - سوا اپنے فریق کی چند اصطلاحوں کے یہہ ترجمہ ہنری مارٹن صاحب کے ترجمے سے بہت فرق نہیں رکھتا - وہ اردو والے علاقے کے بپٹسٹ مشنوں میں مستعمل تو رہا مگر حال میں مرزاپوری ترجمے نے عموماً اُس کی جگہہ لے لی ہے *

۱۸۶۷ء میں نئے عہدنامے کا ترجمہ میرٹھ سی - ایم ایس کے پادری ہوپکنز صاحب کی طرف سے ترمیم ہو کر لنڈن میں چھپ گیا - یہہ ترمیم احتیاط سے کی گئی - مگر اُس میں لفظی تقلید اور عالمانہ عبارت کسی قدر زیادہ ہے - اس میں انگریزی آتھورائزڈ ورشن کی خاص خاص متنی غلطیوں کی تصحیح بھی کی گئی تھی - اس کی اشاعت بہت نہیں ہوئی اور نہ اُس کی طبع ثانی کی ضرورت پڑی لیکن طلبا کو اس سے بڑی مدد پہنچی اور ڈاکٹر متھر صاحب نے اپنی ترمیم کرتے وقت اس میں سے بہت کچھ لیا *

۱۸۶۷ء میں پادری ڈاکٹر آر - سی - متھر صاحب - (لنڈن مشنری سوسائٹی) نے بنارس والے ترجمے کو خوب نقطہ چینی کی نظر سے دیکھ کر بہت محنت کے بعد از سر نو مرزاپور میں چھپوایا - جیسی ان جفاکش صاحب نے اردو بائبل کے لئے کوشش کی ویسی ہنری مارٹن صاحب کے سوا کسی اور نے نہیں کی - ۱۸۶۴ء اور ۱۸۷۰ء کے درمیان ڈاکٹر متھر صاحب نے بڑی احتیاط سے بنارس والے ترجمے کو دیکھ دیکھ کر اُس میں ریفرینسز کا مکمل حاشیہ چڑھایا - یہہ کتاب رومن اور عربی حروف دونوں میں شایع ہوئی اور اُس وقت سے لے کر آج تک یہی بائبل اردو بولنے والی مسیحی جماعتوں کے گرجوں میں پادری کے سامنے رکھی جاتی ہے - عربی حروف کا ایڈیشن راقم کے زیر نگرانی لنڈن میں ۱۸۹۹ء میں دوسری بار چھپوایا گیا - بغیر ریفرینسز کے یہہ ترجمہ بار بار چھپتا رہا - جو کام اُنہوں نے اس کے متعلق کیا اُس کا ذکر ڈاکٹر متھر صاحب نے نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی کے ۱۸۷۰ء کی رپورٹ میں یوں کیا ہے -

"۱۸۶۴ء میں نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی نے ڈاکٹر متھر سے درخواست کی کہ عربی اور رومن دونوں حروف کی اپنی ہندوستانی بائبل سر نو چھپوائیں اور اُن کو پورا پورا اختیار دیا کہ کل کی نظرثانی کر کے جہاں جہاں ضروری سمجھیں ترمیم و تصحیح کر دیں لیکن نئے عہدنامے کی نسبت اُن کی ہدایت کی کہ پادری ہوپکنز صاحب کے ترجمے کو برابر زیر نظر رکھیں - تاہم اُن کو اختیار دیا کہ اس کی بھی جہاں جہاں ضرورت ہو تصحیح کریں" - اس کام کے لئے بائبل سوسائٹی نے ولایت سے چار اچھی تفسیریں ڈاکٹر صاحب موصوف کے پاس بھیجدیں *

نوٹ * یہہ سب کیفیت مجھے پادری جے سی - جے - ڈٹن برگ کے ذریعے سے ۱۸۹۶ء میں معلوم ہوئی - بنارس والے ترجمے کی کمیٹی کے شرکا میں سے یہی باقی تھے اور اُس وقت کو مری پر کام سے الگ ہو کر رہتے تھے - ایسے بڑھاپے میں بھی ڈٹن برگ صاحب نے ہماری پچھلی ترمیم کے اکثر مسودوں کو پڑھا اور اُن پر اپنی رائے دی - اس طرح ۹۹ - ۱۸۹۸ء کی کمیٹی کو اپنی قبل ۱۸۴۳ء والی کمیٹی سے سلسلہ مل گیا ہے *

